

حضرت امام حسین علیہ السلام کے ذاتی کمالات

<"xml encoding="UTF-8?">

وہ منفرد صفات کمالات جن سے ابو الاحرار امام حسین کی شخصیت کو متصف کیا گیا درج ذیل ہیں :

۱۔ قوت ارادہ

ابو الشہدا کی ذات میں قوت ارادہ، عزم محکم و مصمم تھا، یہ مظہر آپ کو اپنے جد محترم رسول اسلام سے میراث میں ملا تھا جنہوں نے تاریخ بدل دی، زندگی کے مفہوم کو بدل دیا، تنہا ان طوفانوں کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہو گئے جو آپ کو کلمہ لا الہ الا اللہ کی تبلیغ کرنے سے روکتے تھے، آپ نے ان کی پروا کئے بغیر اپنے چچا ابو طالب مو من قریش سے کہا: "خدا کی قسم اگر یہ مجھے دین اسلام کی تبلیغ سے روکنے کے لئے داہنے ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں گے تو بھی میں اسلام کی تبلیغ کرنے سے باز نہیں آؤں گا جب تک کہ مجھے موت نہ آئے یا اللہ کے دین کو غلبہ حاصل نہ ہو جائے۔۔۔"

پیغمبر اسلام نے اس خدا ئی ارادہ سے شرک کا قلع و قمع کر دیا اور وقوع پذیر ہونے والی چیزوں پر غالب آ گئے، اسی طرح آپ کے عظیم نواسے امام حسین نے اموی حکومت کے سامنے کسی تردد کے بغیر یزید کی بیعت نہ کرنے کا اعلان فرمادیا، کلمہ حق کو بلند کرنے کیلئے اپنے بہت کم ناصرو مددگار کے ساتھ

.....

۱۔ الاصابہ، جلد ۱، صفحہ ۱۸۷۔ حیاۃ الامام الحسین، جلد ۱، صفحہ ۴۲۹۔

میدان جہاد میں قدم رکھا اور کلمہ باطل کو نیست و نابود کر دیا جبکہ امویوں نے بہت زیادہ لشکر جمع کیا تھا وہ بھی امام کو اپنے مقصد سے نہیں روک سکا، اور آپ نے اس زندہ جاوید کلمہ کے ذریعہ اعلان فرمایا: "میں موت کو سعادت کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھتا، اور ظالموں کے ساتھ زندگی بسر کرنا ذلت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔۔۔" (اور آپ ہی کا فرمان ہے ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے)۔

آپ پرچم اسلام کو بلند کرنے کیلئے اپنے اہل بیت خاندان عصمت و طہارت اور اصحاب کے ساتھ میدان میں تشریف لائے اور پرچم اسلام کو بلند کرنے کی کوشش فرمائی، امت اسلامیہ کی سب سے عظیم نصرت اور فتح دلائی یہاں تک کہ خود امام شہید ہو گئے، آپ ارادہ میں سب سے زیادہ قوی تھے آپ پختہ ارادہ کے مالک تھے اور کسی طرح کے ایسے مصائب اور سختیوں کے سامنے نہیں جھکے جن سے عقلیں مدہوش اور صاحبان عقل حیرت زدہ ہو جاتے ہیں۔

۲۔ ظلم و ستم (و حق تلفی) سے منع کرنا

امام حسین کی ایک صفت ظلم و ستم سے منع کرنا تھی اسی وجہ سے آپ کو (ابو الضیم) کا لقب دیا گیا، آپ کا یہ لقب لوگوں میں سب سے زیادہ مشہور و منتشر ہوا، آپ اس صفت کی سب سے اعلیٰ مثال تھے یعنی آپ ہی نے انسانی کرامت کا نعرہ لگایا، اور انسانیت کو عزت و شرف کا طریقہ دیا، آپ بنی امیہ کے بندروں کے سامنے

نہیں جھکے اور نیزوں کے سایہ میں موت کی نیند سو گئے، عبد العزیز بن نباتہ سعدی کا کہنا ہے :

وَالْحَسِينُ الَّذِي رَأَى الْمَوْتَ فِي الْعِزِّ

حَيَاةً وَالْعَيْشَ فِي الذِّلَّةِ قَتَلَا

"یعنی حسین وہ ہیں جنہوں نے عزت کی موت کو زندگی اور ذلت کی زندگی سے بہتر سمجھا ہے ۔"

مشہور و معروف مورخ یعقوبی نے آپ کو شدید العزّت کی صفت سے متصف کیا ہے (۱)۔

ابن ابی الحدید کا کہنا ہے :سید اہل اباء حضرت ابا عبد اللہ الحسین جنہوں نے لوگوں کو حمیت و غیرت کی تعلیم اور دنیوی ذلت کی زندگی کے مقابلہ میں تلواروں سے کٹ کر مرجانے کا درس دیا انہیں اور آپ کے اصحاب کو امان نامہ دیا گیا لیکن آپ نے ذلت اختیار نہیں فرما ئی ،امام کو اس بات کا اندیشہ لا حق ہوا کہ ابن زیاد

.....

۱۔تاریخ یعقوبی، جلد ۲،صفحہ ۲۹۳۔

آپ کو قتل نہ کر کے ایک طرح کی ذلت سے دوچار کردے جس کی بنا پر جان فدا کرنے کو ترجیح دی ۔
ابو یزید یحییٰ بن زید علوی کا کہنا ہے :میرے والد ابو تمام نے محمد بن حمید طائی کے سلسلہ میں کہا ہے کہ
انہوں نے تمام اشعار امام حسین کی شان میں کہے ہیں :

وَقَدْ كَانَ فُوتَ الْمَوْتَ سَهْلًا فَرَدَّهُ

إِلَيْهِ الْحِفَازُ الْمُرُّ وَالْخُلُقُ الْوَعْرُ

وَنَفْسٌ تَعَاْفُ الضَّيْمَ حَتَّىٰ كَأَنَّهُ

هُوَ الْكُفْرُ يَوْمَ الرَّوْعِ أَوْ ذُوْنَهُ الْكُفْرُ

فَأَثْبَتَ فِي مُسْتَنْقَعِ الْمَوْتِ رِجْلَهُ

وَقَالَ لَهَا مِنْ تَحْتِ أَخْمَصِكِ الْحَشْرُ

تَرَدَّى ثِيَابَ الْمَوْتِ حُمْرًا فَمَا أَتَىٰ

لَهَا اللَّيْلُ إِلَّا وَهِيَ مِنْ سُندُسٍ خُضْرُ (۱)

"آپ کے لئے مارے جانے سے بچنا آسان تھا لیکن آپ نے اس سے انکار کر دیا ۔

آپ نے نہایت مشکل کے ساتھ دین اسلام کی حفاظت کی ،اور خوش اخلاقی کے ساتھ بچایا ۔

آپ کا نفس ذلت قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوا آپ کے نزدیک ذلت قبول کرنا کفر یا کفر کی منزل میں تھا ۔"

آپ نے خندہ پیشانی سے شہادت کا استقبال کیا۔

آپ نے سرخ موت کا لباس پہنا جبکہ یہ لباس بعد میں سبز رنگ میں تبدیل ہو گیا ۔"

"ابوالاحرار"سرور آزادگان نے لوگوں کو ظلم کی مخالفت اور قربانی پیش کرنے کی تعلیم دی مصعب بن زبیر کا

کہنا ہے کہ امام نے ذلت کی زندگی پر عزت کی موت اختیار فرما ئی ۔(۲)اس کے بعد یہ مثال بیان کی :

وَإِنَّ الْأَلَىٰ بِالطَّفِّ مِنْ آلِ هَاشِمٍ

تاسوا فسنّوا للكرام التّاسيا

"كربلا میں بنی ہاشم نے فدا کاری کی اور نیک صفت افراد کیلئے فدا کاری کی رسم رائج کی ۔"
روز عاشورہ آپ کی تقریریں اتنی حیرت انگیز تھیں جن کی مثال عزت و بلندی نفس اور دشمن کا منہ توڑ جواب
دینے کے متعلق عربی ادب میں نہیں ملتی: "آگاہ ہوجائو بیشک ولد الزنا ابن ولد الزنا نے مجھے شہادت

.....

۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید، جلد ۳، صفحہ ۲۴۹۔

۲۔ تاریخ طبری، جلد ۶، صفحہ ۲۷۳۔

اور ذلت کے مابین لا کر کھڑا کر دیا، ہم ذلت سے دور ہیں، اللہ، اس کا رسول اور مو منین ذلت سے انکار کرتے ہیں
، ان کی پاک و پاکیزہ آغوش، ان کی غیرت و حمیت کمینوں کی اطاعت کو بزرگوں کی شہادت پر ترجیح دینے سے
انکار کر تی ہے ۔"

آپ روز عاشورہ اموی لشکر کے بھیڑیا صفت درندوں کے درمیان ایک کوہ ہمالیہ کی مانند کھڑے ہوئے تھے اور آپ
نے ان کے درمیان عزت و شرافت، کرامت و بزرگی، ظلم و ستم کی مخالفت سے متعلق عظیم الشان خطبے ارشاد
فرمائے: "واللّٰہ لا اعطیکم بیدی إعطائ الذلیل، ولا أفرّ فرار العبید، انی عذت بربی وربکم ان ترجمؤن۔۔۔"

امام کی زبان سے یہ روشن و منور کلمات اس وقت جاری ہوئے جب آپ کرامت و بلندی کی آخری حدوں پر فا ئز
تھے جس کا تصور بھی ممکن نہیں ہے اور ان کلمات کو تاریخ اسلام نے ہر دور کے لئے ایک زندہ و پا ئندہ
شجاعت اور بہا دری کے کارناموں کے طور پر اپنے دامن میں محفوظ رکھا ہے ۔

شعرائے اہل بیت نے اس واقعہ کی منظر کشی کے سلسلہ میں مسابقہ کیا لہذا ان کے کہے ہوئے اشعار، عربی
ادب کے مدوّن مصادر میں بہت قیمتی ذخیرہ ہیں، سید حیدر حلی نے اس دائمی واقعہ کی منظر کشی کرتے
ہوئے اپنے جد کا یومرثیہ پڑھا:

طَمَعَتْ أَنْ تَسُوْمَهُ الْقَوْمُ صَيِّمًا
وَابَى اللَّهُ وَالْخَسَامُ الصَّنِيعُ

كَيْفَ يَلْوِي عَلَى الدَّيَّةِ جَدًّا
لِسَوْىِ اللَّهِ مَا لَوْا هِ الْخُصُوعُ

وَلَدَيْهِ جَأْشٌ أَرْدُّ مِنَ الدَّرْعِ
لِظْمَأِىِ الْقَنَا وَ هُنَّ شُرُوعُ

وَبِهِ يَرْجِعُ الْحِفَاطُ لِصَدْرِ
صَاقَتِ الْأَرْضُ وَهْ فِيهِ تَضْبِيعُ

فَأَبَى أَنْ يَعْيِشَ إِلَّا عَزِيزًا
فَتَجَلَّى الْكِفَاحُ وَهُوَ صَرِيعُ (۱)

"ستم پیشہ لوگ چاہتے تھے کہ حسین اپنی غیرت کا سودا کر لیں جبکہ خدا اور شمشیر حسینی کا یہ منشأ نہیں تھا

بھلا حسین کس طرح ذلت قبول کر لیتے جبکہ آپ غیر خدا کے سامنے کبھی نہیں جھکے تھے۔
آپ کے پاس سپر سے زیادہ مضبوط ہمتِ قلبی تھی وہ ابتدا سے ہی اس طرح جنگ کرتے تھے جس

.....

۱۔ دیوان سید حیدر، صفحہ ۸۷۔

طرح پیاسا پانی کی طرف دوڑ کر جا رہا ہو ۔

زمین کے تنگ ہونے کے باوجود آپ کا سینہ کشادہ تھا۔

آپ عزت کی زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے جس کی وجہ سے آپ نے راہ حق میں جان پیش کر دی " نفس کے کسی چیز کے انکار کرنے کی اس سے اچھی نقشہ کشی نہیں کی جاسکتی جو نقشہ کشی سید حیدر نے اموی حکومت کے امام حسین کی اہانت، ان کو اپنے ظلم و جور کے سامنے جھکانے کے سلسلہ میں کی ہے لیکن یہ خدا کی مرضی نہیں تھی بلکہ خدا یہی چاہتا تھا کہ آپ کو ایسی عظیم عزت سے نوازے جو آپ کو نبوت سے وراثت میں ملی تھی اور آپ اسی بلند مقام اور مرتبہ پر باقی رہیاسی لئے آپ نے اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے سر نہیجھکایا تو پھر آپ بنی امیہ کے کمینوں کے سامنے کیسے سر جھکاتے؟ اور ان کی حکومت و سلطنت آپ کے عزم محکم کو کیسے ڈگمگا سکتی تھی۔ آپ کا بہترین شعر ہے :

وَبِهِ يَرْجِعُ الْجَفَاطُ لِصَدْرٍ
صَاقَتِ الْأَرْضُ وَهْ فِيهِ تَضْيَعُ

شاعر کی اس تعبیر سے بڑھ کر کیا کوئی اور تعبیر امام کی غیرت کو بیان کر سکتی ہے؟ اس شاعر نے تمام توانائیوں کو امام کے سینہ سے مختص کیا ہے زمین وسیع ہونے کے باوجود امام کے عزم و ارادہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی، اس شعر میں الفاظ بھی زیبا ہیں اور طبیعت انسانی پر بھی بار نہیں ہیں ۔
مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ کیجئے جن میں امام حسین کے انکار کی توصیف کی گئی ہے سید حیدر کہتے ہیں :

لَقَدْ مَاتَ لَكِنْ مِيتَةً هَاشِمِيَّةً
لَهُمْ عُرْفَتٌ تَحْتَ الْقَنَا الْمُتَفَصِّدِ

كَرِيمُ أَبِي شَمِّ الدِّنِّيَةِ أَنْفُهُ
فَأَشَمَّمَهُ شَوْكُ الْوَسِيحِ الْمُسَدِّدِ

وَقَالَ قِفْنِي يَا نَفْسُ وَقْفَةً وَارِدٍ
حِيَاضَ الرَّدَى لَا وَقْفَةَ الْمُتَرَدِّدِ

رَأَى أَنَّ ظَهَرَ الدُّلِّ أَحْشَنُ مَرْكَبًا

مِنَ الْمَوْتِ حَيْثُ الْمَوْتُ مِنْهُ بِمَرَصِدٍ

فَأَثَرُ أَنْ يَسْعَى عَلَى جَمْرَةِ الْوَعَى
بِرَجْلٍ وَلَا يُعْطِ الْمُقَادَّةَ عَنْ يَدِ (١)

" امام حسین مارے تو گئے لیکن ہا شمی انداز میں ،ان کا تعارف ہی نیزہ و شمشیر کوچلانے سے پسینہ میں شرابور ہوجانے سے ہوا ۔آپ کریم تھے اسی لئے آپ نے ذلت قبول کرنے سے انکار کردیا۔

.....

۱۔دیوان سید حیدر،صفحہ ۷۱۔

اسی لئے آپ کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

آپ نے اپنے نفس سے مخاطب ہو کر فرمایا اے نفس وا دی ہلاکت میں جانے سے رُک جا البتہ شک کرنے والے کے مانند مت رُک۔

آپ نے مشاہدہ کیا کہ موت کے مقابلہ میں ذلت قبول کرنا زیادہ سخت ہے جبکہ موت آپ کے انتظار میں تھی ۔ اس وقت آپ نے خاردار راہوں میں پیدل چلنا گوارا کیا لیکن اپنا اختیار ظالم کے ہاتھ میں دینا پسند نہیں کیا ۔ ہم نے ان اشعار سے زیادہ دقیق اور اچھے اشعار کا مطالعہ نہیں کیا، یہ اشعار امام کی غیرت اور عظمت نفس کو خو بصورت انداز میں بیان کرتے ہیں امام نے ذلت کی زندگی کے مقابلہ میں تلواروں کے سایہ میں جان دینے کو ترجیح دی اور اس سلسلہ میں آپ نے اپنے خاندان کے اُن شہداء کا راستہ اختیار فرمایا جو آپ سے پہلے جنگ کے میدانوں میں جا چکے تھے ۔

سید حیدر نے امام حسین کے انکار کی صفت کا یوں نقشہ کھینچا ہے کہ آپ نے پستی ،ظلم و ستم اور دوسروں کی حق تلفی کا انکار کیا ، تیروں اور تلواروں میں ستون کے مانند کھڑے ہو گئے ، کیونکہ ایسا کرنے میں غیرت و شرف و بزرگی محفوظ تھی اور اسی عمدہ صفت کا سہارا لیتے ہوئے سید حیدر نے امام کے انکار کی نقشہ کشی کی ہے ، وہ غیرت جو آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جیسا کہ دوسرے شاعروں میں بھی بھری ہوئی تھی اور یہ بات یقینی ہے کہ آپ نے اس سلسلہ میں تکلف سے کام نہیں لیا بلکہ حقیقت بیان کی ہے ۔ سید حیدر نے درج ذیل دوسرے اشعار میں امام حسین کے اس انکار اور آپ کی بلندی ذات کو بیان کیا ہے اور شاید یہ امام کے سلسلہ میں کہا گیا بہترین مرثیہ ہو :

وَسَامَتْهُ يَرْكَبُ احْدَى اثْنَتَيْنِ
وَقَدْ صَرَّتِ الْحَرْبُ اسْنَانَهَا

فَإِمَّا يُرَى مُذْعِنًا أَوْ تَمُوتُ
نَفْسُ أَبِي الْعِزِّ إِذْغَانَهَا

فَقَالَ لَهَا اعْتَصِمِي بِالْإِبَائِ
فَنَفْسُ الْآبِيِّ وَمَا زَانَهَا

إِذَا لَمْ تَجِدْ غَيْرَ لِبْسِ الْهَوَانِ
فَبِالْمَوْتِ تَنْزِعُ جُثْمَانَهَا

رَأَى الْقَتْلَ صَبْرًا شَعَارَ الْكِرَامِ
وَفَخْرًا يَزِينُ لَهَا شَانَهَا

فَشَمَّرَ لِلْحَرْبِ فِي مَعْرَكِ
بِهِ عَرَكِ الْمَوْتُ فُرْسَانَهَا (۱)

"اس وقت آپ نے خار دار راہوں میں پیدل چلنا پسند کیا لیکن اپنا اختیار ظالم کے ہاتھوں دینا پسند نہیں کیا۔ جنگ کے میدان میں امام حسین نے محسوس کیا کہ یا ذلت محسوس کرنا پڑے گی یا عزت کے ساتھ جام شہادت نوش کرنا پڑے گا۔

اس وقت آپ نے عزت و غیرت کا دامن تھا منے کا فیصلہ کیا ۔ کیونکہ غیرت مند انسان کو جب ذلت کا سامنا کرنا پڑ جائے تو وہ اپنے لئے موت اختیار کر لیتا ہے آپ نے شہادت کو بزرگوں کی عادت اور اپنے لئے فخر محسوس کیا۔

اسی لئے آپ نے جنگ کیلئے کمر کس لی موت اور گھوڑے سواروں کے سامنے سخت جان ہو گئے۔"

امام کی شان میں سید حیدر کے مرثیے امت عربی کی میراث میں بڑے ہی مشہور و معروف ہیں، ان میں نئی افکار کو ڈھالا گیا ہے، ان کے اجزاء کو بڑی ہی دقت نظری کے ساتھ مرتب و منظم کیا گیا ہے جس سے ان کو چار چاند لگ گئے اور (ان کے ہم عصر لوگوں کا کہنا ہے) قصیدہ کے ہر شعر میں مخصوص طور پر امام کا تذکرہ کیا گیا ہے، عام لوگ ان اشعار کی اصلاح نہیں کر سکتے اور ان اشعار کا ہر کلمہ کمال اور انتہاء تک پہنچا ہوا ہے ۔

3۔ شجاعت بڑے بڑے صاحبان۔

فکر و نظر نے پوری تاریخ میں ایسا شجاع اور ایسا بہادر انسان نہیں دیکھا، امام حسین کی ذات با برکت تھی کربلا کے دن آپ نے وہ موقف اختیار فرمایا جس سے سب متحیر ہو گئے، عقلیں مدهوش ہو کر رہ گئیں، نسلیں آپ کی شجاعت اور محکم عزم کے متعلق متعجب ہو کر گفتگو کرنے لگیں، لوگ آپ کی شجاعت کو آپ کے والد بزرگوار کی شجاعت پر فوقیت دینے لگے جس کے پوری دنیا کی ہر زبان میں چرچے تھے ۔

.....

۱۔ دیوان سید حیدر، صفحہ ۷۱۔

آپ کے ڈر پوک دشمن آپ کی شجاعت سے مبہوت ہو کر رہ گئے، آپ ان ہوش اڑا دینے والی ذلت و خواری کے سامنے نہیں جھکے جن کی طرف سے مسلسل آپ پر حملے کئے جارہے تھے، اور جتنی مصیبتیں بڑھتی جا رہی تھیں اتنا ہی آپ مسکرا رہے تھے، جب آپ کے اصحاب اور اہل بیت کا خاتمہ ہو گیا اور (روایات کے مطابق) تیس ہزار کے لشکر نے آپ پر حملہ کیا تو آپ نے تنہا ان پر ایسا حملہ کیا، جس سے ان کے دلوں پر آپ کا خوف اور رعب طاری ہو گیا، وہ آپ کے سامنے سے اس طرح بھاگے جارہے تھے جس طرح شیر غضبناک (روایات کی تعبیر

کے مطابق) کے سامنے بکری بھاگتی ہوئی دکھا ئی دیتی ہے ،آپ ہر طرف سے آنے والے تیروں کے سامنے جبل راسخ کی طرح کھڑے ہو گئے آپ کے وقار میں کو ئی کمی نہیں آئی ،آپ کا امر محکم و پائیدار اور موت کمزور ہو کر رہ گئی ۔

سید حیدر کہتے ہیں :

فَتَلَقَى الْجُمُوعُ فَرْدًا وَلَكِنْ
كُلُّ عَضُوٍّ فِي الرَّوْعِ مِنْهُ جُمُوعٌ

رُمَحُهُ مِنْ بِنَائِهِ وَكَأَنَّ مِنْ
عَزْمِهِ حَدَّ سَيْفِهِ مَطْبُوعٌ

زَوَّجَ السَّيْفِ بِالنُّفُوسِ وَلَكِنْ
مَهْرُهَا لَمَوْتُ وَالْخِضَابُ النَّجِيعُ

"امام حسین نے گرچہ دشمنوں کی جماعت کا تنہا مقابلہ کیا لیکن ہیبت کے لحاظ سے آپ کے بدن کا ہر حصہ کئی جماعتوں کے مانند تھا ۔

آپ کی انگلیوں کا پور پور نیزے کا کام کرتا تھا اپنی بلند ہمت کی بنا پر آپ کو تلواروں کا مقابلہ کرنے کی عادت پڑ گئی تھی ۔

آپ نے اپنی تلوار کے ذریعہ دشمنوں کی صفوں میں تباہی مچا دی ۔"

دوسرے اشعار میں سید حیدر کہتے ہیں :

رَكِبْنِ وَلِلْأَرْضِ تَحْتَ الْكُمَاةِ
رَجِيفٌ يُرْزَلُ تَهْلَانَهَا

أَقَرَّ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ ظَهْرِهَا
إِذَا مَلَمَلَ الرَّعْبُ أَقْرَانَهَا

تَزِيدُ الطَّلَاقَةَ فِي وَجْهِهِ
إِذَا غَيَّرَ الْخَوْفُ أَلْوَانَهَا

"حالانکہ زمین مسلسل تھرا رہی تھی لیکن آپ مضبوطی کے ساتھ پُر سکون تھے ۔

شدید خوف کے مقامات پر بھی آپ کا چہرہ کھلا ہوا تھا ۔"

جب ظلم و ستم و حق تلفی سے روکنے والے زخمی ہو کر زمین پر گرے اور خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ پر غش طاری ہو گیا تو پورا لشکر آپ کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے آپ کے پاس نہ آسکا ۔ اس سلسلہ میں سید حیدر کہتے ہیں :

عَفِيرَامَتِي عَايِنْتَهُ الْكُمَاةِ

يَخْتَطِفُ الرُّعْبُ أَلْوَانَهَا

فَمَا أَجَلَتِ الْحَرْبُ عَنْ مِثْلِهِ
صَرِيحاً يُجَبِّنُ شُجْعَانَهَا

"آپ زمین کربلا پر خاک آلود پڑے ہوئے تھے پھر بھی بڑے بڑے بہا در آپ کے نزدیک ہونے سے ڈر رہے تھے۔" آپ نے اپنے اہل بیت اور اصحاب کے لئے اس عظیم روح کے ذریعہ ایسی غذا کا انتظام کیا کہ وہ شوق اور اخلاص کے ساتھ مرنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کر نے لگے اور انہوں نے اپنے دل میں کسی کے ڈر اور خوف کا احساس نہیں کیا خود ان کے دشمنوں نے ان کی پائیداری اور خوف نہ کھانے کی شہادت دی اور کربلا کے میدان میں مبعمر بن سعد کے ساتھ جس ایک شخص نے یہ منظر دیکھا اس سے کہا وائے ہو تم پر تم نے ذریت رسول کو قتل کر دیا؟

تو اس نے یوں جواب دیا: وہ سخت چٹان تھے، جو ہم نے دیکھا اگر تم اس کا مشاہدہ کر تے تو جو کچھ ہم نے انجام دیا وہی تم انجام دیتے، انہوں نے بھوکے شیر کی طرح ہاتھوں میں تلواریں لئے ہوئے لوگوں پر حملہ کیا تو وہ دائیں اور بائیں طرف بھاگنے لگے، موت کے گھاٹ اترنے لگے، نہ انہوں نے امان قبول کی نہ مال کی طرف راغب ہوئے اُن کے اور موت کے درمیان نہ کوئی فاصلہ باقی رہ گیا تھا اور نہ حکومت پر قبضہ کرنے میں کوئی دیر تھی اگر ہم ایک لمحہ کیلئے بھی رُک جاتے، اگر ہم ان سے رو گردانی کر بھی لیتے تو بھی یہ لشکر والے اس میں مبتلا ہو جاتے۔ (۱)

بعض شعراء نے اس شاذ و نادر محکم و پائیداری کی یوں نقشہ کشی کی ہے :

فَلَوْ وَفَّقْتُ صُفْمَ الْجِبَالِ مَكَانَهُمْ
لَمَادَتْ عَلَى سَهْلٍ وَدَكَّتْ عَلَى وَغْرِ

فَمِنْ قَائِمٍ يَسْتَعْرِضُ النَّبْلُ وَجْهَهُ
وَمِنْ مُقَدِّمٍ يَرْمِي الْأَسِنَّةَ بِالصَّدْرِ

.....

۱۔ شرح نہج البلاغہ، جلد ۳، صفحہ ۲۶۳۔

لشکر یزید کی جگہ اگر پہاڑ بھی ہوتے تو وہ بھی آپ کی بہادری کی وجہ سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ آپ جب کھڑے ہو جاتے تھے تو سامنے سے تیر آنے لگتے تھے اور جب کبھی آگے بڑھنے لگتے تھے تو آپ کے سینہ میں نیزے آگے لگنے لگتے تھے۔" اور سید حیدر کا یہ شعر کتنا اچھا ہے :

دَكُّوا رُبَاهَا ثُمَّ قَالُوا لَهَا
وَقَدْ جَنُّوا. نَحْنُ مَكَانَ الرَّبِّ!

"انہوں نے ٹیلوں کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے پھر جب اس پر بیٹھ گئے تو کہنے لگے ہم ٹیلے ہیں۔"

امام حسین نے فطرت بشری کی نادر استقامت و پائیداری کے ساتھ چیلنج پیش کرتے ہوئے موت کی کوئی پروا نہ کی اور جب آپ پر دشمنوں کے تیروں کی بارش ہو رہی تھی تو اپنے اصحاب سے فرمایا: "قَوْمُارْحَمَكُمُ اللّٰهُ اِلَى الْمَوْتِ الَّذِي لَا بُدَّ مِنْهُ فَاِنَّ هَذِهِ السَّهَامُ رُسُلُ الْقَوْمِ اِلَيْكُمْ۔۔۔"۔

"تم پر خدا کی رحمت ہو اس موت کی جانب آگے بڑھو جس سے راہ فرار نہیں کیونکہ یہ تیر دشمنوں کی جانب سے تمہارے لئے موت کا پیغام ہیں۔"

حضرت امام حسین کا اپنے اصحاب کو موت کی دعوت دینا گویا لذیذ چیز کی دعوت دینا تھا، جس کی لذت آپ کے نزدیک حق تھی، چونکہ آپ باطل کو نیست و نابود کر کے ان کے سامنے پروردگار کی دلیل پیش کرنا چاہتے تھے جو ان کی تخلیق کرنے والا ہے۔ (۱)

۴۔ صراحت

حضرت امام حسین کی ایک صفت کلام میں صاف گوئی سے کام لینا تھی، سلوک میں صراحت سے کام لینا، اپنی پوری زندگی کے کسی لمحہ میں بھی نہ کسی کے سامنے جھکے اور نہ ہی کسی کو دھوکہ دیا، نہ سست راستہ اختیار کیا، آپ نے ہمیشہ ایسا واضح راستہ اختیار فرمایا جو آپ کے زندہ ضمیر کے ساتھ منسلک تھا اور خود کو ان تمام چیزوں سے دور رکھا جن کا آپ کے دین اور خلق میں کوئی مقام نہیں تھا، یہ آپ کے واضح راستہ کا ہی اثر

.....

۱۔ الامام حسین، صفحہ ۱۰۱۔

تھا کہ یثرب کے حاکم یزید نے آپ کو رات کی تاریکی میں بلایا، آپ کو معاویہ کے ہلاک ہونے کی خبر دی اور آپ سے رات کے گھپ اندھیرے میں یزید کے لئے بیعت طلب کی تو آپ نے یہ فرماتے ہوئے انکار کر دیا: "اے امیر، ہم اہل بیت نبوت ہیں، ہم معدن رسالت ہیں، اللہ نے ہم ہی سے دنیا کا آغاز کیا اور ہم پر ہی اس کا خاتمہ ہوگا، یزید فاسق و فاجر ہے، شارب الخمر ہے، نفس محترم کا قاتل ہے وہ متجاہر بالفسق ہے اور میرا جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔"

ان کلمات کے ذریعہ آپ کی صاف گوئی، بلندی مقام اور حق کی راہ میں ٹکرانے کی طاقت کشف ہوئی۔ آپ کی ذات میاسی صاف گوئی کی عادت کے موجود ہونے کا یہ اثر تھا کہ جب آپ عراق کی طرف جارہے تھے تو راستہ میں آپ کو مسلم بن عقیل کے انتقال اور ان کو اہل کوفہ کے رسوا و ذلیل کرنے کی دردناک خبر ملی تو آپ نے ان افراد سے جنھوں نے حق کی حمایت کا راستہ اختیار نہ کر کے عفو کا راستہ اختیار کیا فرمایا: "ہمارے شیعوں کو رسوا و ذلیل کیا تم میں سے جو جانا چاہے وہ چلا جائے، تم پر کوئی زبردستی نہیں ہے۔۔۔"

لالچی افراد آپ سے جدا ہو گئے، صرف آپ کے ساتھ آپ کے منتخب اصحاب اور اہل بیت علیہم السلام (۱) باقی رہ گئے، آپ نے ان مشکل حالات میں دنیا پرست افراد سے اجتناب کیا جن میں آپ کو ناصر و مددگار کی ضرورت تھی، آپ نے سخت لمحات میں مکر و فریب سے اجتناب کیا آپ کا عقیدہ تھا کہ خدا پر ایمان رکھنے والے افراد کے لئے ایسا کرنا زیب نہیں دیتا۔

اسی صاف گوئی و صراحت کا اثر تھا کہ آپ نے محرم الحرام کی شب عاشورہ میں اپنے اہل بیت اور اصحاب کو جمع کر کے ان سے فرمایا کہ میں کل قتل کر دیا جائوں گا اور جو میرے ساتھ ہیں وہ بھی کل قتل کر دیے

جائینگے، آپ نے صاف طور پر ان کے سامنے اپنا امر بیان فر ماتے ہوئے کہا کہ تم رات کی تاریکی میمجھ سے جدا ہو جاؤ، تو اس عظیم خاندان نے آپ سے الگ ہونے سے منع کر دیا اور آپ کے سامنے شہادت پرمصر ہوئے ۔

.....

۱۔ انساب الاشراف، جلد ۱، صفحہ ۲۴۰۔

حکومتیں ختم ہو گئیں بادشاہ اس دنیا سے چلے گئے لیکن یہ بلند اخلاق باقی رہنے کے حقدار ہیں جو کائنات میں ہمیشہ باقی رہیں گے، کیونکہ یہ بلند و بالا اور اہم نمونے ہیں جن کے بغیر انسان کریم و شفیق نہیں ہو سکتا ۔

۵۔ حق کے سلسلہ میں استقامت

امام حسین کی اہم اور نمایاں صفت حق کے سلسلہ میں استقامت و پائیداری تھی، آپ نے حق کی خاطر اس مشکل راستہ کو طے کیا، باطل کے قلعوں کو مسمار اور ظلم و جور کو نیست و نابود کر دیا ۔

آپ نے اپنے تمام مفہیم میں حق کی بنیاد رکھی، تیربرستے ہوئے میدان کو سر کیا، تاکہ اسلامی وطن میں حق کا بول بالا ہو، سخت دلی کے موج مارنے والے سمندر سے امت کو نجات دی جائے جس کے اطراف میں باطل قواعد و ضوابط معین کئے گئے تھے، ظلم کا صفایا ہو، سرکشی کے آشیانہ کی فضا میں باطل کے اڈے، ظلم کے ٹھکانے اور سرکشی کے آشیانے وجود میں آگئے تھے، امام نے ان سب سے روگردانی کی ہے ۔

امام نے امت کو باطل خرافات اور گمراہی میں غرق ہوتے دیکھا، آپ کی زندگی میں کوئی بھی مفہوم حق کے مفہوم سے زیادہ نمایاں شمار نہیں کیا جاتا تھا، آپ حق کا پرچم بلند کرنے کے لئے قربانی اور فدیہ کے میدان میں تشریف لائے، آپ نے اپنے اصحاب سے ملاقات کرتے وقت اس نورانی مقصد کا یوں اعلان فرمایا:

"کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ نہ حق پر عمل کیا جا رہا ہے اور نہ ہی باطل سے منع کیا جا رہا ہے، جس سے مومن اللہ سے ملاقات کرنے کے لئے راغب ہو ---"۔

امام حسین کی شخصیت میں حق کا عنصر موجود تھا، اور نبی اکرم نے آپ کی ذات میں اس کریم صفت کا مشاہدہ فرمایا تھا، (مورخین کے بقول) آپ ہمیشہ امام کے گلوئے مبارک کے بوسے لیا کرتے تھے جس سے کلمہ اللہ ادا ہوا اور وہ حسین جس نے ہمیشہ کلمہ حق کہا اور زمین پر عدل و حق کے چشمے بہائے ۔

۶۔ صبر

سید الشہدا کی ایک منفرد خاصیت دنیا کے مصائب اور گردش ایام پر صبر کرنا ہے، آپ نے صبر کی مٹھاس اپنے بچپن سے چکھی، اپنے جد اور مادر گرامی کی مصیبتیں برداشت کیں، اپنے پدر بزرگوار پر آنے والی سخت مصیبتوں کا مشاہدہ کیا، اپنے برادر بزرگوار کے دور میں صبر کا گھونٹ پیا، ان کے لشکر کے ذریعہ آپ کو رسوا و ذلیل اور آپ سے غداری کرتے دیکھا یہاں تک کہ آپ صلح کرنے پر مجبور ہو گئے لیکن آپ اپنے برادر بزرگوار کے تمام آلام و مصائب میں شریک رہے، یہاں تک کہ معاویہ نے امام حسن کو زہر ہلاہل دیدیا، آپ اپنے بھائی کا جنازہ اپنے جد کے پہلو میں دفن کرنے کے لئے لے کر چلے تو بنی امیہ نے آپ کا راستہ روکا اور امام حسن کے جنازہ کو ان کے جد کے پہلو میں دفن نہیں ہونے دیا یہ آپ کے لئے سب سے بڑی مصیبت تھی ۔

آپ کے لئے سب سے عظیم مصیبت جس پر آپ نے صبر کیا وہ اسلام کے اصول و قوانین پر عمل نہ کرنا تھانیز آپ کے لئے ایک بڑی مصیبت یہ تھی کہ آپ دیکھ رہے تھے کہ آپ کے جدبزرگوار کی طرف جھوٹی حدیثیں منسوب کی جا رہی ہیں جن کی بنا پر شریعت ا لہی مسخ ہو رہی تھی آپ نے اس المیہ کا بھی مشاہدہ کیا کہ آپ کے پدر بزرگوار پر منبروں سے سب و شتم کیا جارہا ہے نیز باغی " زیاد" شیعوں اور آپ کے چاہنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار رہا تھا چنانچہ آپ نے ان تمام مصائب و آلام پر صبر کیا ۔

جس سب سے سخت مصیبت پر آپ نے صبر کیا وہ دس محرم الحرام تھی مصیبتیں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں بلکہ مصیبتیں آپ کا طواف کر رہی تھیں آپ اپنی اولاد اور اہل بیت کے روشن و منورستاروں کے سامنے کھڑے تھے، جب ان کی طرف تلواریں اور نیزے بڑھ رہے تھے تو آپ ان سے مخاطب ہو کر ان کو صبر اور استقامت کی تلقین کر رہے تھے : "اے میرے اہل بیت ! صبر کرو، اے میرے چچا کے بیٹوں! صبر کرو اس دن سے زیادہ سخت دن نہیں آئے گا ۔"

آپ نے اپنی حقیقی بہن عقیلہ بنی ہاشم کو دیکھا کہ میرے خطبہ کے بعد ان کا دل رنج و غم سے بیٹھا جارہا ہے تو آپ جلدی سے ان کے پاس آئے اور جو اللہ نے آپ کی قسمت میں لکھ دیا تھا اس پر ہمیشہ صبر و رضا سے پیش آنے کا حکم دیا ۔

سب سے زیادہ خوفناک اور غم انگیز چیز جس پر امام نے صبر کیا وہ بچوں اور اہل وعیال کا پیاس سے بلبلانا تھا، جو پیاس کی شدت سے فریاد کر رہے تھے، آپ ان کو صبر و استقامت کی تلقین کر رہے تھے اور ان کو یہ خبر دے رہے تھے کہ ان تمام مصائب و آلام کو سہنے کے بعد ان کا مستقبل روشن و منور ہو جائے گا ۔

آپ نے اس وقت بھی صبر کا مظاہرہ کیا جب تمام اعداء ایک دم ٹوٹ پڑے تھے اور چاروں طرف سے آپ کو نیزے و تلوار مار رہے تھے اور آپ کا جسم اظہر پیاس کی شدت سے بے تاب ہو رہا تھا ۔

عاشور کے دن آپ کے صبر و استقامت کو انسانیت نے نہ پہچانا ۔ اربلی کا کہنا ہے : "امام حسین کی شجاعت کو نمونہ کے طور پر بیان کیا جا تا ہے اور جنگ و جدل میں آپ کے صبر کو گذشتہ اور آنے والی نسلیں سمجھنے سے عاجز ہیں ۔" (۱)

بیشک وہ کو نسا انسان ہے جو ایک مصیبت پڑنے پر صبر، عزم اور قوت نفس کے دامن کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اور اپنے کمزور نفس کے سامنے تسلیم ہو جاتا ہے لیکن امام حسین نے مصیبتوں میں کسی سے کوئی مدد نہیں مانگی، آپ نے انتہائی صبر سے کام لیا اگر امام پر پڑنے والی مصیبتوں میں سے اگر کوئی مصیبت کسی دوسرے شخص پر پڑتی تو وہ انسان کتنا بھی صبر کرتا پھر بھی اس کی طاقتیں جواب دے جاتیں لیکن امام کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔

مورخین کا کہنا ہے : آپ اس عمل میں منفرد تھے، آپ پر پڑنے والی کوئی بھی مصیبت آپ کے عزم میں کوئی رکاوٹ نہ لا سکی، آپ کا فرزند ارجمند آپ کی زندگی میں مارا گیا لیکن آپ نے اس پر ذرا بھی رنجیدگی کا اظہار نہیں کیا آپ سے اس سلسلہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "بیشک ہم اہل بیت اللہ سے سوال کرتے ہیں تو وہ ہم کو عطا کرتا ہے اور جب وہ ہم سے ہماری محبوب چیز کو لینا چاہتا ہے تو ہم اس پر راضی رہتے ہیں ۔" (۲)

آپ ہمیشہ اللہ کی قضا و قدر پر راضی رہے اور اس کے حکم کے سامنے تسلیم رہے، یہی اسلام کا جوہر اور ایمان کی انتہا ہے ۔

۷۔ حلم

امام حسین کی بلند صفت اور آپ کے نمایاں خصوصیات میں سے ایک صفت حلم و بردباری ہے چنانچہ (راویوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ) برائی کرنے والے کا اس کی برائی سے اور گناہگار کا اس کے

.....

۱۔ کشف الغمہ، جلد ۲، صفحہ ۲۲۹۔

۲۔ الاصابہ، جلد ۲، صفحہ ۲۲۲۔

گناہ سے موازنہ نہیں کیا جاسکتا، آپ سب کے ساتھ نیکی سے پیش آتے ان کو امر بالمعروف کیا کرتے تھے، حلم کے سلسلہ میں آپ کی شان آپ کے جد رسول اللہ کے مثل تھی جن کے اخلاق و فضا ئل تمام انسانوں کے لئے تھے، چنانچہ آپ اس صفت کے ذریعہ مشہور و معروف ہوئے اور آپ کے بعض اصحاب نے اس صفت کو عروج پر پہنچایا، جو آپ کے ساتھ برائی سے پیش آتا آپ اس پر صلہ رحم کرتے اور احسان فرماتے۔

مورخین کا کہنا ہے: آپ کے بعض موالی ایسی جنایت کرتے تھے جو تادیب کا سبب ہوتی تھی تو امام ان کو تادیب کرنے کا حکم دیتے تھے، ایک غلام نے آپ سے عرض کیا: اے میرے مولا و سردار خدا فرماتا ہے: (والکاظمین الغیظ) امام حسین نے اپنی فیاضی پر مسکراتے ہوئے فرمایا: خَلُّوْا عَنْهُ، فقد کظمت غیظی ---۔ "اس کو آزاد کردو میں نے اپنے غصہ کو پی لیا ہے۔"

غلام نے جلدی سے کہا: (والعافین عن الناس)۔ "اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں"

"قد عفوت عنک"، (میں نے تجھے معاف کر دیا)۔

غلام نے مزید احسان کی خواہش کرتے ہوئے کہا: (واللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ) (۱) "اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

"انت حرّ لوجه اللّٰہ ---۔" "تو خدا کی راہ میں آزاد ہے"

پھر آپ نے اس کو ایسا انعام و اکرام دیا کہ وہ لوگوں سے سوال نہ کر سکے۔

یہ آپ کا ایسا خلق عظیم ہے جو کبھی آپ سے جدا نہیں ہوا اور آپ ہمیشہ حلم سے پیش آتے رہے۔

۸۔ تواضع

امام حسین بہت زیادہ متواضع تھے اور انانیت اور تکبر آپ کے پاس تک نہیں پہنچتا تھا، یہ صفت آپ کو اپنے جد بزرگوار رسول اسلام سے میراث میں ملی تھی جنہوں نے زمین پر فضائل اور بلند اخلاق کے اصول قائم کئے۔ راویوں نے آپ کے بلند اخلاق اور تواضع کے متعلق متعدد واقعات بیان کئے ہیں، ہم ان میں سے ذیل میں چند واقعات بیان کر رہے ہیں:

.....

۱۔ سورۃ آل عمران، آیت ۱۳۴۔

۱۔ آپ کا مسکینوں کے پاس سے گذر ہوا جو کھانا کھا رہے تھے، انہوں نے آپ کو کھانا کھانے کے لئے کہا تو آپ اپنے مرکب سے اتر گئے اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا، پھر ان سے فرمایا: "میں نے تمہاری دعوت قبول کی تو تم

میری دعوت قبول کر و" انہوں نے آپ کے کلام پر لبیک کہا اور آپ کے ساتھ آپ کے گھر تک آئے آپ نے اپنی زوجہ رباب سے فرمایا: "جو کچھ گھر میں موجود ہے وہ لا کر دیدو"۔ انہوں نے جو کچھ گھر میں رقم تھی وہ لا کر آپ کے حوالہ کر دی اور آپ نے وہ رقم ان سب کو دیدی۔ (۱)

۲۔ ایک مرتبہ آپ ان فقیروں کے پاس سے گذرے جو صدقہ کا کھانا کھا رہے تھے، آپ نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے آپ کو کھانے کی دعوت دی تو آپ ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے فرمایا: "اگر یہ صدقہ نہ ہوتا تو میں آپ لوگوں کے ساتھ کھاتا" پھر آپ ان کو اپنے گھر تک لے کر آئے ان کو کھانا کھلایا، کپڑا دیا اور ان کو درہم دینے کا حکم دیا۔ (۲)

اس سلسلہ میں آپ نے اپنے جد رسول اللہ کی اقتدا فرمائی، ان کی ہدایات پر عمل پیرا ہوئے، (مورخین کا کہنا ہے کہ) آپ غریبوں کے ساتھ مل جُل کر رہتے اور ان کے ساتھ اٹھتے اور بیٹھتے تھے ہمیشہ ان پر احسان فرماتے ان سے نیکی سے پیش آتے تھے یہاں تک کہ فقیر اپنے فقر سے بغاوت نہ کرتا اور مالدار اپنی دولت میں بخل نہیں کرتا تھا۔

.....

۱۔ تاریخ ابن عساکر، جلد ۱۳، صفحہ ۵۴۔

۲۔ اعیان الشیعہ، جلد ۴، صفحہ ۱۱۰۔